جب بھی خدا کے لئے خرچ کریں اپنے دل کو ٹٹولیں اور دیکھیں اس میں کتنی محبت پھوٹی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ اپریل 1996ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کی:

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۲﴾

(ابراہیم:32)

پھر فرمایا:

آج چھبیس (26) اپریل ہے اور چند دن پہلے شیخ ناصر احمد صاحب سوئٹزرلینڈ والے جو ہمارے سلسلے کے پرانے مبلغ رہے ہیں اور ساری عمر خدمت دین میں انہوں نے صرف کی ہے ان کو بہت سی باتیں ایسی ہیں جو یاد رہتی ہیں اور وقت پر یاد دلاتے بھی رہتے ہیں چنانچہ ان کا خط آیا کہ وہ 26 اپریل کا دن طلوع ہونے والا ہے جو منحوس بھی تھا اور بہت مبارک بھی تھا اور واقعۃً یہی ہے کہ اس دن کی اس سے بہتر تعریف نہیں ہوسکتی کہ ایک ایسا منحوس دن طلوع ہوا جو بہت ہی مبارک ثابت ہوا مگر بیک وقت بعضوں کے لئے منحوس اور بعضوں کے لئے مبارک۔

آج جمعہ کا دن ہے اور چھبیس (26) اپریل کا وہ دن ہے جب 1984ء کو ضیاء الحق پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر نے ایک ظالمانہ آرڈیننس کے ذریعے جماعت احمدیہ کی آزادیاں چھینیں اور ان آزادیوں کی چوٹ آزادی ضمیر پر تھی۔ اصل میں پیغام حق سنانے پر ضربیں لگائی گئی تھیں۔ ہر ممکن کوشش کی گئی تھی کہ جماعت احمدیہ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا اعلان

کرنے سے روک دیا جائے اور زبان کی حد تک یہ پابندیاں نہیں لگائی گئیں بلکہ یہاں تک بھی اس آرڈیننس میں ان پابندیوں کو سخت کرنے اور احمدیوں کو جکڑنے کا خیال رکھا گیا کہ کوئی احمدی اپنی طرز سے بھی، اگر بولے نہ بھی محض اپنی طرز زندگی ہی سے مسلمان دکھائی دے تو یہ بھی اس کا جرم ہوگا تا کہ احمدیت کا اسلام سے تعلق کلیۃً ہر پہلو سے کاٹ دیا جائے صوتی لحاظ سے بھی اور تصویری لحاظ سے بھی۔ یہ اس آرڈیننس کا آخری مقصد تھا اور اس کے بعد جو حالات رونما ہوئے ہیں اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی تاریخ میں یہ سب سے منحوس دن ثابت ہوا ہے۔ اس دن کے بعد پھر پاکستان کی ساری برکتیں ایک ایک کر کے اٹھائی گئیں۔ ہر اچھی بات پاکستان سے رخصت ہوئی جیسے پرندہ گھونسلے کو چھوڑ دیتا ہے ویسے ہی ہر نیکی، ہر خوبی، ہر اعلیٰ قدر پاکستان کو چھوڑنے لگی اور اب وہ فسادات کا ایک ایسا اکھاڑہ بن گیا ہے کہ نہ دوست کو دوست پر اعتبار رہا ہے نہ دشمن سے کسی خیر، کسی انسانی قدر کی کوئی دور کی توقع بھی کی جاسکتی ہے۔ کوئی قانون حائل نہیں رہا، کوئی انسانی قدر کا ضابطہ حیات ایسا نہیں جو پاکستان کے عوام کو دوسرے عوام کے حقوق سلب کرنے سے باز رکھ سکے۔

ہر ایک کی کوشش ہے اور کھلی کوشش ہے ایک انگریزی محاورہ ہے Free for all اب آئے دن اخباروں میں یہ خبریں شائع ہوتی ہیں کہ حکومت کی غنڈہ گردی ہے یا عوام کی غنڈہ گردی ہے یا کسی سیاسی پارٹی کی غنڈہ گردی ہے یا بعض مفاد پرستوں کی غنڈہ گردی ہے کسی نہ کسی ایک کی غنڈہ گردی کے الزام تو آپ کو ملتے ہیں اور حقیقت میں اس کے دفاع میں کبھی بھی کوئی قطعی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ سب کی ہے، سارے ملوث ہیں۔ Free for all ہے اور مظالم کی داستان ایسی بھیانک ہے کہ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چھوٹے بچوں پر مظالم، ناموس کی حفاظت کرنے والے اداروں کا غریبوں اور بے کسوں کی ناموس سے کھل کھیلنا اور ایسے ظالمانہ طریق پر ان کی عصمتوں کو پامال کرنا کہ دنیا کے کسی ملک میں جہاں جنگ جاری نہ ہو عام امن کے حالات ہوں ایسے واقعات آپ کو دکھائی نہیں دیں گے۔ ساری دنیا کے جغرافیہ پر نظر ڈال کر دیکھ لیں اس طرح آئے دن ان اداروں کی طرف سے جو اس بات پر مامور ہیں کہ وہ انسانوں کی عزت، مال، جان، مکان کی حفاظت کریں گے ان کی طرف سے عزت، جان، مال اور مکان پر ایسے حملے ہو رہے ہوں بلکہ ان سے بڑھ کر معصوم عورتوں کی ناموس پر ایسے حملے ہو رہے ہوں کہ کھلم کھلا بازاروں اور گلیوں میں شیطانی

ناچ ناچ جائیں اور کوئی نہ ہو جو ان کو روک سکے۔ یہ ساری نحوستیں اس دن کی نحوستیں ہیں اور مسلسل بڑھ رہی ہیں۔ کوئی تحریک ان کو روک نہیں سکتی، کوئی عدالتی کوشش ان کو روک نہیں سکتی، کوئی قانونی کوشش ان کو روک نہیں سکتی، کوئی سیاسی پروگرام ان بدبختوں کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ ایسے انسان، ایسے بدبخت دل کی کمائی ہوئی بدبختیاں ہیں جس نے خدا کی ناراضگی مول لی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی قوم کی قوم مول لے لے، صرف ایک شخص نہیں اس کی متابعت میں ساری قوم قبول کرلے تو اس کو پھر کوئی بچانے والا نہیں۔

پس آج کے دن سب سے پہلی جو تنبیہ ہے اور ضروری ہے کہ اس تنبیہ کو بار بار دہرایا جائے وہ یہی ہے کہ میں اپنی قوم کو متنبہ کرتا ہوں، ان کے دانشوروں کو، جن میں کچھ دانش باقی ہے کہ غور کر کے دیکھیں تو سہی کہ ان سارے ظلموں کی جڑ ہے کہاں؟ 26 /اپریل کے دن جو منحوس فیصلہ ہوا ہے ان تمام نحوستوں کی جڑ اس فیصلے میں ہے اور اس کا ایک قطعی ثبوت یہ بھی ہے کہ جس نے خدا کے نام پر اور اسلام کی محبت کا دعویٰ کر کے اور ایک خادم اسلام کا روپ دھار کر یہ کارروائی کی خدا کی تقدیر نے اس کے پرخچے اڑا دیئے اس کی خاک اڑ گئی اس کا نام ونشان باقی نہیں رہا۔ ایک بھیانک آواز کے ساتھ وہ آسمان پر پھٹا ہے اور اس کے جسم کا ذرّہ ذرّہ خاک میں مل کر بگولوں کی نظر ہو گیا۔ ایک جبڑے کا نشان ہے مگر وہ بھی مصنوعی ہے جس کو ڈینچر کہتے ہیں اس کے سوا اس کا کوئی نشان باقی نہیں۔ تو کیا اللہ تعالیٰ اپنی محبت میں قربانیاں پیش کرنے والے، اپنے دین کے دفاع کے لئے عظیم کارنامے کرنے والوں کے ساتھ یہ سلوک کیا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی انگلی نے تو نشاندہی کر دی ہے، دکھا دیا ہے کون بدبخت تھا، کس کی نحوست ہے جو آج تک ساری قوم پر چھائی ہوئی ہے۔ جب تک اس فیصلے کو تبدیل نہیں کرو گے تمہارے دن پھر نہیں سکتے ناممکن ہے۔

مگر یہ ایک بابرکت دن بھی تھا اور اس کی برکتیں اسی آسمان سے نازل ہو رہی ہیں جس آسمان نے اس ظالم کی خاک اڑا دی اور دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ یہ MTA جسے ہم کہہ رہے ہیں یہ حقیقت میں وہ آسمان سے نازل ہونے والی برکتیں ہیں جو نور کی صورت میں اتریں اور اتر رہی ہیں اور تصویروں میں ڈھل رہی ہیں اور آوازوں میں ڈھل رہی ہیں اور دن بدن زمین کے کناروں تک یہ تصویریں اور یہ آوازیں پہنچتی چلی جارہی ہیں۔ پہلے سے زیادہ عمدگی اور قوت کے

ساتھ ان کے پہنچانے کے انتظامات ہو رہے ہیں اور اب تو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جیسا کہ یورپ میں چوبیس گھنٹے MTA کا نظام جاری ہوا اور ہر لمحہ جب بھی کوئی احمدی اپنا ٹیلی ویژن On کرے گا یعنی کھولے گا اسے اسلام کی حمایت میں کوئی نہ کوئی آواز اٹھتی ہوئی دکھائی دے گی، کوئی نہ کوئی دینی پروگرام ضرور دکھائی دے گا۔

آج کے دن میں اہل پاکستان اور اہل ہندوستان اور اہل بنگلہ دیش اور دیگر ایشیائی ممالک کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ آج کے دن ایشیا کا پروگرام بھی چوبیس گھنٹے کا کیا جا چکا ہے۔ رات بارہ بجے جب کہ مغربی دستور کے مطابق، جمعہ کا دن طلوع ہو رہا تھا وہ دن احمدیہ MTA کے چوبیس گھنٹے تک مشرق میں جاری رہنے کی خوشخبری لے کر طلوع ہوا ہے یعنی سورج کے لحاظ سے طلوع نہیں بلکہ دن کے حساب کے لحاظ سے وہ دن چڑھا ہے عین بارہ بجے اور اس وقت سارے مشرق میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدی MTA کا پروگرام چوبیس گھنٹے کا ہو چکا ہے۔ جو اس وقت پاکستان میں میری آواز سن رہے ہیں یا ہندوستان میں یا بنگلہ دیش میں اس غلطی سے اپنے ٹیلی ویژن بند نہ کریں کہ ساڑھے تین گھنٹے میں یہ پروگرام ویسے ہی ختم ہو جائے گا۔ اب رات کے جس حصے میں بھی چاہیں صبح کے جس لمحے میں بھی ان کے دل میں خواہش اٹھے صرف وہ اپنا سوئچ On کریں اور ان کو خدا تعالیٰ کے فضل سے MTA کے پروگرام دکھائی دے رہے ہوں گے۔

امریکہ میں بھی یہ ہو چکا ہے اور ایک حصہ کچھ باقی ہے یعنی افریقہ کا وہ حصہ جس کے لئے ہمارا، جس کو کہتے ہیں عالمی نظام جس کے تحت افریقہ میں بھی اور باقی دیگر ممالک میں بھی یکساں آسمان سے نور کی بارش اترنی ہے اس میں ابھی کچھ تاخیر تھی اس وجہ سے افریقہ کو ہم نے ابھی شامل نہیں کیا لیکن یہ جو کوشش کی گئی کہ عارضی طور پر افریقہ بھی شامل ہو جائے اس کے رستے میں کچھ روکیں پڑتی رہیں اور بالآخر یہی بات بہتر نظر آئی کہ افریقہ کو عارضی انتظام میں شامل نہ کیا جائے لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے آپ کو یہ خوش خبری بھی سنا سکوں گا کہ وہ عالمی نظام جس کو وہ گلوبل ٹرانسمشن کہتے ہیں یعنی ایسا Transponder جو پورے گلوب پر اپنی روشنی پھینکتا ہے اور وہ ہے بھی اس موجودہ نظام سے بہت طاقتور، اس گلوبل نظام کے ذریعے یعنی کرۂ ارض پر یکساں نور اتارنے کے لئے جب انشاء اللہ تعالیٰ MTA پاکستان اور ہندوستان میں دکھائی دے گا تو

افریقہ کے ممالک میں بھی دکھائی دے گا اور آسٹریلیا میں بھی دکھائی دے گا اور جاپان میں بھی دکھائی دے گا، انڈونیشیا میں بھی بالکل صاف اور واضح دکھائی دے گا۔ غرضیکہ شاید ہی کوئی ایشیا یا افریقہ کا ملک ایسا رہ جائے جہاں وہ عام ڈش انٹینا پر صاف دکھائی نہ دے جہاں نہیں دے گا وہاں ذرا ڈش انٹینا کا سائز بڑا کرنے کی ضرورت ہوگی اور وہاں بھی وہ دکھائی دینے لگے گا۔

مگر اب تک جتنے بھی ایسے نظام جاری ہیں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جو عطا کیا ہے وہ سب سے زیادہ طاقتور ہے اور کوئی نظام موجود ہی نہیں ہے جو ہم لے سکتے اور پھر آئندہ ساڑھے پانچ سال تک کا معاہدہ ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب آئے دن کی یہ سردردی کہ Transponder بدلا ہے یا سیٹلائیٹ بدلا ہے اس لئے اب اپنی ڈشوں کے رخ بدلیں اس سے چھٹکارا مل جائے گا۔ یہ نظام انشاء اللہ اس صدی کے آخر تک بھی چلے گا اور اگلی صدی کا پہلا حصہ بھی دیکھے گا۔ چنانچہ اگلی صدی میں دو سال تک بلکہ اڑھائی سال تک یہ نظام جاری رہے گا۔ تو اس لئے میں آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں اور سمجھا رہا ہوں کہ خدا کی تقدیر بعض دنوں کو بیک وقت منحوس بھی بناتی ہے اور بابرکت بھی بناتی ہے اور ایک ہی دن کا منحوس ہونا، ایک ہی دن کا مبارک ہونا، بعضوں کے لئے منحوس ہونا، بعضوں کے لئے مبارک ہونا یہ صداقت کا ایک ایسا عظیم الشان نشان ہے جس پہ انسان کا بس نہیں ہے، اسے کوئی اختیار حاصل نہیں۔ تقدیر ہی ایسے دن تراشا کرتی ہے۔ آسمان ہی سے وہ طاقتیں اترتی ہیں جو بعض گھروں اور بعض ملکوں پر نحوستیں بن کر اترتی ہیں اور بعض گھروں اور بعض ملکوں پر خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں بن کر اترتی ہیں۔

اب دیکھنے والے کی آنکھ ہے جیسا بھی دیکھے یہ نشان تو کھلے کھلے ہیں روز روشن کی طرح بات ظاہر ہوگئی ہے۔ مگر جس نے نہ دیکھنا ہو اس کی آنکھیں اندھی رہتی ہیں۔ دعا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نور بصیرت عطا فرمائے، دعا ہی ہے کہ اللہ ان کے دلوں کے تالے کھولے کیونکہ اس کے بغیر دیکھیں گے بھی تو اس کا فائدہ کوئی نہیں۔ سنیں گے بھی تو پیغام کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکیں گے۔ پس ایک تو یہ خوش خبری تھی جو میں نے آپ کو سنانی تھی۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ اب ہم پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور دیگر مشرقی ممالک میں چوبیس (24) گھنٹے کا پہلا ٹیلی ویژن سٹیشن پیش کر رہے ہیں جو اس سے پہلے کبھی وہاں نہیں ہوا۔ بڑی بڑی حکومتیں ہیں، بڑے بڑے نظام جاری

ہیں مگر چوبیس (24) گھنٹے مسلسل ٹیلی ویژن جو چوبیس (24) گھنٹے اللہ کا ذکر کرے، چوبیس (24) گھنٹے دینی پروگرام پیش کرے اس کی کوئی مثال دنیا میں پیش نہیں کی جاسکتی۔

وہ سیٹلائیٹ کے ڈائریکٹر جن سے گفت وشنید ہو رہی تھی ان سے ہم نے درخواست کی تھی کہ ہمیں جو آپ نے وقت دیا ہے اس سے پہلے کر دیں کیونکہ لوگوں کے شوق بڑے بڑھے ہوئے ہیں اور بھوک اتنی تیز ہو گئی ہے کہ اب ان سے برداشت نہیں ہوتا اور آئے دن خط ملتے ہیں کہ بس کرو، جلدی کرو اور جلدی کرو کب تک انتظار کراؤ گے۔ انہوں نے ایک خوشخبری یہ دی کہ یہ انتظام تو مکمل ہو گیا ہے اور دوسری خوشخبری یہ دی کہ وہ جو عالمی نظام تھا جس کو یہ کہتے تو ہیں کل کُرّہ کا لیکن عالمی نظام سے مراد صرف اتنا ہے کہ ایک طرف کا نصف کُرّہ زمین پورے کا پورا اس نظام میں شامل ہو جاتا ہے۔ پس اس کی بھی ساتھ انہوں نے یہ خوش خبری دی اور کہا کہ مزید خوش خبری یہ ہے کہ آپ سے جو ہم نے وعدہ کیا تھا کہ فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو یہ پروگرام شروع کریں گے ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ غیر معمولی حالات میں ہمیں توفیق ملی ہے کہ ایک مہینہ پہلے شروع کر دیں گے۔ اب اس پر پیغام سننے والے نے کہا میں آپ کا بے حد ممنون ہوں بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں آپ نے اتنی اچھی خبر سنائی مگر مجھے اپنے بڑے ڈائریکٹر کا پتا دیں تا کہ میں ان کو شکریے کا خط لکھوں۔ انہوں نے جواب دیا شکریے کا خط ان کو کیا لکھو گے، جو ہمیں دکھائی دے رہا ہے یہ تمہارے اللہ نے تمہارے لئے کیا ہے اس لئے شکریہ ادا کرنا ہے تو اپنے خدا کا کرو۔ ایک عیسائی جس کو دنیا میں بظاہر مذہب میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور اس سے معمولی سا واسطہ جماعت کا ہے وہ بار بار ایسے نشان دیکھ رہا ہے کہ اس کا دل یقین سے بھر گیا ہے کہ اللہ اس جماعت کے ساتھ ہے۔ پس اس کی طرف سے یہ پیغام اتنا پیارا لگا کہ میری آنکھیں جذبہ تشکر سے لبریز ہو گئیں، دل میں تو تھا ہی آنکھوں سے امڈنے لگا کہ اللہ کی شان دیکھیں ایک عیسائی ڈائریکٹر امریکہ سے جہاں احمدیت کا کوئی خاص تعارف بھی نہیں ہے وہ اس موقع پر کہ ہم چاہتے ہیں اس کے بڑے ڈائریکٹر کا شکریہ ادا کریں ہمیں بتا رہا ہے کہ ڈائریکٹر وائریکٹر کی کوئی بات نہیں ہے اپنے اللہ کا شکریہ ادا کرو جو تمہاری حمایت کر رہا ہے غیر معمولی حالات میں یہ باتیں ہو رہی ہیں۔

پس آج ہی کے مبارک دن یہ خوشخبری بھی ہمیں ملی کہ خدا تعالیٰ دنیا کی آنکھیں کھول رہا ہے۔ ان کو دکھا رہا ہے مگر ”جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے“ جن کو نظر آنا چاہئے ان کو نہیں دکھائی دے

رہا۔ بالکل اندھے کے اندھے بنے بیٹھے ہیں۔

پس آج کے دن میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی قوم اور اپنے وطن کے لئے وہ جو پاکستانی ہیں دنیا میں جہاں بھی بستے ہوں پاکستان کی بقاء کی خاطر ان کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہوش کی آنکھیں کھولے کیونکہ دن بدن یہ ملک اب ہلاکت ہی کی طرف بڑھ رہا ہے اور ان کو دکھائی نہیں دے رہا۔ ان کو پتا نہیں لگ رہا کہ ہماری قوم کر کیا رہی ہے۔ اتنی مجرم ہو چکی ہے کہ نیکی، عدل، احسان کا تصور ہی اب اٹھ چکا ہے اور بے حیائی کے ساتھ عام باتیں ہوتی ہیں اس میں۔ اخباروں میں چرچے ہوتے ہیں اور کسی کو کچھ فکر نہیں۔ قاری صاحب ہیں قرآن کریم پڑھنے بچی آتی ہے اس کو اغوا کر کے دوڑے پھرتے ہیں ادھر ادھر اور واپس آ کے جب لوگ پوچھتے ہیں کہ جناب قاری صاحب یہ کیا ہوا انہوں نے کہا کہ بس شیطان غالب آ گیا اتنی سی بات ہے کچھ بھی نہیں کوئی ایسا بڑا واقعہ نہیں ہوا یعنی ساری قوم پر ہی شیطان غالب آ رہا ہے تو وہاں ناموس رہے گی کیا۔ مگر اس دن کو میں اپنے ملک کے حالات کھولنے کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتا وہ تو روز اخبار میں کھلتے ہی ہیں وہ پردہ دری جو خدا کر رہا ہے اس میں کسی مزید انسانی کوشش کی ضرورت نہیں ہے، دن بدن پردہ دری ہو رہی ہے اور دن بدن پردہ پوشی بھی ہو رہی ہے۔ یہ بھی ایک خدا تعالیٰ کی جاری تقدیر ہے کہ کہیں ستاری کے پردے ڈالتا ہے کہیں سے ستاری کے پردے اٹھا لیتا ہے۔

اور یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی۔ اس میں یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً کا۔ اس تعلق میں اس آیت کے ترجمے کے بعد میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس عظیم MTA کے عالمی نظام کے لئے جو مالی قربانی جماعت احمدیہ نے پیش کی ہے اور جس ولولے کے ساتھ آگے بڑھ بڑھ کر قربانی کی ہے اور جس تاکید کے ساتھ اپنے ناموں کو چھپانے کی درخواستیں کی ہیں۔ اس کی بھی کوئی مثال آپ کو دنیا کے پردے پر کہیں دکھائی نہیں دے گی۔ لوگ دس روپے کا نوٹ دیتے ہیں تو اونچا کر کے دکھا کے دیتے ہیں اور اگر کہیں کیمرہ ہو تو کیمرے کے سامنے اس کو کرتے ہیں کہ نظر آ جائے کہ اس نے دس روپے کا نوٹ پھینکا ہے اور لاکھ لاکھ ڈالر دینے والے بڑی منت سے درخواست کرتے ہیں کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ آپ چندہ ادا کر دیں اور ہمیں مطلع کر دیں بس یہی بہت کافی ہے۔ کسی کو پتا نہ چلے کہ اس نے کیا دیا ہے۔ لاکھ لاکھ پاؤنڈ دینے والے دے کر چلے جاتے

ہیں۔ مجھے ملتے ہیں مجھ سے بھی ذکر نہیں کرتے کہ یہ رقم ہم نے دین کی خاطر پیش کی ہے اور ہم آپ کو بتا دیں کہ ادائیگی کر چکے ہیں۔ بعد میں جب باقاعدہ عام رپورٹ ملتی ہے تو میں دیکھ کر حیران رہ جاتا ہوں کہ ابھی کل پرسوں تو یہ لوگ مل کر گئے تھے کوئی اشارۃً بھی ذکر نہیں کیا اور کھاتوں میں دبی ہوئی یہ رپورٹ نظر آ گئی ہے۔ یہ کیوں ہو رہا ہے؟۔

قرآن کریم نے اسی مضمون کو یہاں پیش فرمایا ہے۔ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کہہ دے کہ اے میرے بندو! الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے ہو۔ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ نماز کو قائم کرو اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے۔ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً چھپ چھپ کر اور ظاہری طور پر بھی مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ اس دن سے پہلے جس دن سب سودے بند ہو چکے ہوں گے۔ تجارتوں کے دفتروں کو تالے لگ جائیں گے۔ جیسے چھٹی کا دن آ جاتا ہے اور بینک بند ہو جاتے ہیں وہی نقشہ اللہ تعالیٰ کھینچ رہا ہے کہ جو کچھ کرنا ہے اس دن سے پہلے پہلے کر لو جب بینکوں کے دروازے مقفل ہو جائیں گے جب خدا کی راہ میں پھر کوئی تجارت قبول نہیں کی جائے گی اور کیسے خرچ کرو؟ مخفی ہاتھ کے ساتھ بھی اور کھلم کھلا بھی، چھپ کر بھی اور علانیہ بھی۔

پس MTA کا نظام جو خاموش کہانی بتا رہا ہے ایک یہ کہانی بھی ہے کہ آج بھی خدا کے وہ بندے ہیں اور کثرت کے ساتھ ہیں اور دنیا کے ہر خطے میں ہیں جنہوں نے اتنا بڑا مالی بوجھ اٹھایا ہے مگر ایک آواز بلند نہیں کی کہ ہم ہیں جو یہ چندے دے رہے ہیں۔ ایک فہرست شائع نہیں ہوئی، ایک اعلان نہیں کیا گیا اور اس کے باوجود مسلسل وعدے آتے چلے جاتے ہیں، قربانیاں پیش ہوتی چلی جاتی ہیں، عورتیں ہاتھوں سے زیور اتارتی ہیں، گلوں کے زیور نوچ پھینکتی ہیں اور خدا کی راہ میں پیش کرتی ہیں کہ ہمیں ان میں اب کوئی دلچسپی نہیں رہی اور کوئی شور نہیں، کوئی مطالبہ نہیں بلکہ تاکید ہے کہ خاموش رہیں۔ وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ یہ بندے پیدا ہو گئے ہیں جن کی خدا نے اس قرآن کریم میں یہ خوشخبری دی تھی اور محمد رسول اللہ ﷺ کو فرمایا تھا کہ اے محمد ﷺ ان سے کہہ دو اے میرے بندو یا عِبَادَ اللّٰهِ نہیں فرمایا عبادی فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی عظیم تفسیر فرمائی ہے فرماتے ہیں آنحضرت

ﷺ کا ایک عجیب مرتبہ ہے خدا کی کامل نمائندگی کا حق آپ کو دیا گیا اور چونکہ تمام عبادت کے حق، تمام عبادت کے اسلوب بنی نوع انسان نے آپؐ سے سیکھے اس لئے خدا کی نمائندگی میں کہتے ہیں۔ یٰعِبَادِیَ اے میرے بندو! محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت پر چل کر ان کے بندے بنو گے تو خدا کے بندے بنو گے یہ اس میں پیغام ہے اور دوسرا یہ پیغام بھی ہے کہ اگر میری غلامی اختیار کرتے ہو تو میں تو ایسا ہوں کہ خدا کی راہ میں سِرًّا بھی خرچ کرتا ہوں علانیہ بھی کرتا ہوں، دن کو بھی کرتا ہوں رات کو بھی کرتا ہوں، مقصد اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ تم بھی اپنی قربانیوں کو یہ رنگ دے دو پھر تم میرے عباد کہلاؤ گے۔

پس اس آیت کا مضمون آج سب دنیا پر حیرت انگیز صداقت کے ساتھ جماعت احمدیہ کی قربانی کی صورت میں پیش ہو رہا ہے اب یہ ماضی کی باتیں نہیں رہیں آج بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے ایسے عباد ہیں جو آپ کے نقشِ قدم پر چل کر وہ رنگ سیکھ گئے ہیں جو آپؐ کے رنگ تھے۔ آج بھی کروڑہا کی قربانیاں پیش کرنے والے ایسے خاموش ہیں کہ ان کی کوئی آواز سنائی نہیں دیتی مگر سارے عالم میں اللہ اور محمدؐ کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ یہ وہ قربانی کا رنگ ہے جو اسلام نے ہمیں سکھایا۔ پس اس سے زیادہ پیارا، اس سے زیادہ عظیم، اس سے زیادہ دائمی حسن والا مذہب اور کوئی دنیا میں نہیں ہے جو ہر وقت، ہر زمانے میں اپنے پھل دیتا ہے اور محض تاریخی قصوں کے طور پر اپنی عظمتیں بیان نہیں کرتا مستقبل کے متعلق بھی بتاتا ہے کہ ایسا ہوگا آخرین میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوں گے اور ہو جاتے ہیں۔

اس مضمون کے تعلق میں میں آپ کو اب یہ بھی سمجھانا چاہتا ہوں کہ خدا کی خاطر خرچ کرنا اور خاموش رہنا یہ آتا کیسے ہے اور کیسے اس اعلیٰ قدر کی حفاظت کی جانی چاہئے۔ وہ کیا کرنا چاہئے جس کے نتیجے میں ہماری یہ صفت دائمی ہو جائے اور اس میں پھر کوئی تنزل نہ آئے۔ سوال یہ ہے کہ جب بھی کوئی انسان اپنے عزیز مال کو کسی بات پر خرچ کرتا ہے تو کوئی مقصد اس کے پیشِ نظر ہوتا ہے۔ صرف پاگل ہے جو اسے پھینکتا ہے ورنہ کوئی ادنیٰ سودا کرتا ہے کوئی اعلیٰ سودا کرتا ہے کوئی کم قیمت لے لیتا ہے کوئی زیادہ قیمت لے لیتا ہے مگر قیمت کے بغیر انسان مال خرچ نہیں کرتا۔ ہاں ایک قیمت ہے جو تحفے کا رنگ رکھتی ہے وہ قیمت ہے جس میں محبت ملتی ہے اور کوئی مادہ چیز ہاتھ نہیں بدلتی ورنہ تجارتوں میں ورنہ دوسرے سودوں میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی مادی قدر ہے جو روپے خرچ کرنے کے بدلے میں ملتی

ہے آپ کہیں گے ٹیکس جب ہم دیتے ہیں تو کیا قدر ملتی ہے جب ٹیکس دیتے ہیں تو ساری قوم کی طرف سے جو تحفظ ملتا ہے جو بنی نوع انسان کے فائدے کے، رفاہ عامہ کے کام کئے جاتے ہیں ملکوں میں جو حفاظت کا نظام قائم ہے فوج اور پولیس کے ذریعے اور عدلیہ کے ذریعے ان کے پیسے کہاں سے آتے ہیں۔ وہی جو ہم ٹیکس دیتے ہیں اس کی قیمت ہے۔ پس یہ وہم ہے کہ ہم بغیر قیمت کے اپنا روپیہ پھینک سکتے ہیں سوائے ایک سودے کے جو محبت کا سودا ہے جو عشق کا سودا ہے اور اگر محبت اور عشق کا سودا خدا سے ہے تو پھر دنیا کو دکھانے کا کوئی تصور بھی ذہن میں نہیں آنا چاہئے، نہ آ سکتا ہے کیونکہ وہ محبت کا تحفہ جو دنیا کو دکھا کر دیا جائے جس کو پیش کیا جاتا ہے اس کے ہاں قبول کے لائق ہی نہیں رہتا، اسے ردّ کر دیتا ہے کیونکہ ایک چیز کی آپ دو مختلف سمتوں سے قیمت وصول نہیں کر سکتے۔ جس کو بیچا ہے اس سے قیمت وصول کر سکتے ہیں لیکن اردگرد کھڑے ہوئے گاہکوں سے آپ اس کی قیمت وصول کر لیں اور بیچیں کسی اور کو یہ ناممکن ہے۔ پس جب بھی آپ خدا کی راہ میں چندہ دیتے ہیں تو یاد رکھیں یہ چندہ اگر خدا کی خاطر اور اس کی محبت کی وجہ سے نہیں دیا جا رہا تو آپ کا مال ضائع ہو گیا۔ یہ ایک ایسا سودا ہے جو پاگل کا سودا ہے اس نے روپیہ پھینکا اور اس کے بدلے میں اسے کوئی قدر بھی نصیب نہیں ہوئی۔ اسی لئے قرآن کریم ایسے لوگوں کو سب سے زیادہ گھاٹا پانے والا بیان فرماتا ہے۔ بڑے بیوقوف لوگ ہیں جس کے منہ کی خاطر یہ قربانی کی وہ منہ تو جیتا نہیں۔ اس منہ کا فیض تو پایا نہیں اور دنیا کی نظر میں وہ مال دکھا کر ان سے کچھ بھی ان کو نہ ملا سوائے اس کے کہ یہ سمجھتا ہے کہ ہم قابلِ تعریف ہو گئے مگر یہ بھول جاتا ہے کہ دکھاوا کرنے والا کبھی بھی قابلِ تعریف نہیں ہوتا۔

یہ عجیب بات ہے خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں ایک ایسا قانون بنا دیا ہے کہ دکھاوے کرنے والے کو کبھی بھی کوئی جزا نہیں ملتی کیونکہ وہ لوگ جو دکھاوے کو دیکھتے ہیں دکھاوے کو سمجھتے بھی ہیں اور جہاں دل میں یہ شک گزرا کہ کوئی دکھاوا کر رہا ہے وہاں اس کی پہلی عزت، پہلی قدر و منزلت بھی دل سے اتر جاتی ہے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ وہ بے وقوفی میں سمجھ رہا ہے کہ میں نے اپنی بڑی شان کمائی ہے آج میں نے لوگوں کو دکھا کر ایک ہزار روپیہ خدا کی راہ میں پھینکا اور لوگ جو ہیں وہ منہ دوسری طرف کر کے یا ہنستے ہیں یا حقارت سے دیکھ رہے ہوتے ہیں یا گھروں میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں بڑا بے وقوف آدمی ہے یہ بھی کوئی طریق ہے چندہ دینے کا۔ صاف نظر آ رہا تھا کہ ریا کاری ہے،

دکھاوا ہے، دنیا کے کھیل ہیں اس سے زیادہ کوئی بھی حقیقت نہیں۔ پس نہ دنیا کمائی جاتی ہے نہ دین کمایا جاتا ہے نہ انسان کی محبت جیتتا ہے ایسا شخص نہ اللہ کی محبت حاصل کرتا ہے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

(مرزا صادق شرر)

یہ شعر ہے جو ایسے لوگوں کے حال پر صادق آتا ہے پس اللہ تعالیٰ بار بار قرآن کریم میں سِرًّا کے ساتھ علانیہ کا بھی ذکر فرماتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر سِرًّا ہی ضروری ہے اور اس قدر کی حفاظت کے لئے لازم ہے کہ ہم چھپا کر پیش کریں تا کہ ہمیں یقین رہے کہ خدا دیکھ رہا ہے اور یہی کافی ہے۔ اگر اس یقین سے ہمارے دل سرور سے بھر جاتے ہیں تو پھر ہمیں علانیہ کا حق ہے ورنہ نہیں اگر ہمارے مخفی ہاتھ کی قربانی ہمیں پوری لذت عطا نہیں کرتی بلکہ خلا سا محسوس کرتے ہیں تو پھر اگر ہم نے علانیہ قربانی کی تو مخفی قربانی میں جتنا نیکی کا حصہ تھا وہ بھی ضائع ہو جائے گا کیونکہ علانیہ پھر جب جائے گا وہ نیت کے اندر ایک بیماری کا کیڑا ہے جو بالآخر نیت کو کھا جاتا ہے۔ پس قرآن کریم نے سِرًّا کو اس لئے پہلے رکھا ہے اور عَلَانِيَةً کو اس لئے بعد رکھا ہے کہ یاد رکھو مخفی قربانی اصل ہے۔ خدا کی خاطر، صرف خدا کی خاطر قربانی کرو کوئی اور دیکھے نہ دیکھے تمہاری بلا سے کوڑی کا بھی فرق نہ پڑتا ہو۔ ہاں کبھی یہ فرق ضرور پڑ جائے کہ دیکھے تو تمہیں تکلیف محسوس ہو، کسی کو علم ہو تو تم بے چینی محسوس کرو۔ یہ سِرًّا کی قربانی ہے اور ایسی قربانی کرنے والوں کی علانیہ قربانی ہر خطرے سے محفوظ ہو جاتی ہے بلکہ بعض زائد فائدے اپنے اندر رکھتی ہے۔ پھر ایسے لوگ جو کمزور ہیں جن کو پتا نہیں کہ لوگ بڑھ بڑھ کر کیسی قربانی کر رہے ہیں ان کے اندر جو استباق کی روح ہے وہ بیدار نہیں ہوتی۔

علانیہ کے نتیجے میں دو باتیں پیدا ہو سکتی ہیں اوّل دکھاوے کی خاطر قربانیاں کرنا۔ اس کو تو خدا ردّ ہی کر چکا ہے جب سِرًّا کا ذکر پہلے کر دیا تو دکھاوے کا دور کا بھی تصور اس آیت کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ پھر علانیہ کا دوسرا فائدہ کیا ہوتا ہے وہ یہ کہ ایک دوسرے سے نیکیوں میں بڑھنے کا جو حکم قرآن کریم نے دیا ہے وہ حکم انسان کو جھنجھوڑ کے جگا دیتا ہے۔ انسان کہتا ہے میں تو غفلت میں پڑا رہا، میرا فلاں بھائی خدا کی راہ میں اتنا آگے بڑھ گیا۔ اس نے یہ قربانی پیش کر دی وہ قربانی پیش کر دی۔ تو

دکھاوے کی خاطر نہیں بلکہ اپنی سابقہ سستی اور غفلت کے ازالے کی خاطر ایسا شخص بیدار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت کے ساتھ ایسے لوگ پیدا ہونے لگتے ہیں کہ جب وہ بیدار ہوتے ہیں تو پھر دکھاوے کی خاطر علانیہ قربانی سے بات شروع نہیں کرتے بلکہ مخفی قربانی کی طرف مائل ہوتے ہیں اور مخفی قربانی میں لذّت پاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو پھر خدا بعد میں علانیہ کی بھی توفیق بخشتا ہے۔ مگر اگر اعلان ہی نہ ہو، اگر پتا ہی نہ ہو قوم میں کیسے کیسے قربانی کے مظاہرے ہو رہے ہیں تو قوم کا ایک بڑا حصہ اپنی لاعلمی اور غفلت میں سویا رہے گا اور اسے خدا کی راہ میں قربانی پیش کرنے کی تحریک ہی نہیں ہوگی۔

یہ وہ حکمت ہے جس کے پیش نظر قرآن کریم نے سِرًّا کے ساتھ عَلَانِيَةً کا مضمون لگایا اور آنحضرت ﷺ کے حوالے سے ایسا کیا۔ قُلْ لِّعِبَادِيَ میں یہ مضمون ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اعلان کریں لوگوں میں کہ اے میرے بندو! میں اسی طرح کرتا ہوں تم بھی ایسا کرو۔ عبادی کہہ کر ’’میں ایسے کرتا ہوں‘‘ کا مضمون بیچ میں شامل کر دیا۔ تم نے مجھے آقا مانا ہے، مجھے مالک بنا بیٹھے ہو۔ اپنا سب کچھ میرے سپرد کر دیا ہے میرے ہاتھ پر اپنی ہر چیز کا سودا کر لیا ہے تو پھر جیسے میں کرتا ہوں ویسا تم بھی تو کرو۔ میں ایمان لایا خدا پر، نماز کے حق کو قائم کیا اور پھر خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہوں مخفی طور پر بھی اور کھلے طور پر بھی۔ پس آنحضرت ﷺ کا ایک مخفی ہاتھ تھا اور وہ ایسا مخفی ہاتھ تھا کہ حدیثوں میں اس کا ذکر تک نہیں ملتا کیسے وہ ہاتھ چلتا تھا، سوائے اللہ کے کسی کو خبر نہیں لیکن اگر وہ کھلا ہاتھ لوگوں کے سامنے نہ آتا تو صحابہؓ کی کثیر جماعت قربانیوں سے محروم رہ جاتی۔ وہ ہاتھ جو آج تک ہمیں دعوت فکر دے رہا ہے اور قربانی کی دعوتیں دے رہا ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ہمیں بلاوے بھیجتا ہے۔ اکثر وہ کھلا ہاتھ ہے جو ہمیں دکھائی دے رہا ہے اور نبوت سے پہلے بھی آپؐ کا کھلا ہاتھ اسی طرح چلتا تھا۔

حضرت خدیجہؓ سے جب آپؐ کا عقد ہوا ہے تو جو کچھ دولت حضرت خدیجہؓ کی تھی وہ آپؓ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ڈال دی اپنے لئے کچھ بھی نہیں رکھا اور جو کچھ آپؐ نے حاصل کیا وہ تمام تر ضرورت مندوں اور غرباء میں تقسیم کر دیا اور نہ اپنے پاس کچھ رہنے دیا نہ خدیجہؓ کے ہاتھ میں کچھ رہنے دیا۔ ہاں وہ فن تجارت تھا جو وقتاً فوقتاً دولت کمانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ نے پھر اور برکتیں ڈالیں مگر یہ ایک علانیہ خرچ تھا یہ کوئی بندھا ہوا چھپا ہوا خرچ نہیں تھا۔ یہ وہ خرچ ہے جس کی یاد آج تک دلوں کو کسمساتی رہتی ہے، اس کے اندر مزید قربانیوں کی تحریک پیدا کرتی

چلی جاتی ہے لیکن اس کے علاوہ جو کھلا ہاتھ چلتا تھا جس کا ذکر رمضان کے مہینے کے خطبات میں مَیں نے کیا صحابہؓ کہتے ہیں اس طرح خرچ کرتے تھے جیسے ایک تیز چلنے والی ہوا آندھی بن جائے۔ بہت ہی حیرت انگیز قربانیاں، مالی قربانیوں کے نمونے آپؐ دکھایا کرتے تھے لیکن دکھاتے تھے خدا کی خاطر، بندے کی خاطر نہیں۔ آپؐ کا دل سِرًّا میں تھا اسی لئے راتوں کا اکثر حصہ جاگتے تھے جب کوئی آنکھ آپؐ کو نہیں دیکھ رہی ہوتی تھی۔ پس سِرًّا کا ذکر نماز کے بعد کرنا ایک یہ بھی معنیٰ رکھتا ہے۔

اوّل تو عبادت کو ویسے ہی انفاق سے پہلے کا حق ہے یعنی مرتبہ اس کا ایسا ہے کہ انفاق سے پہلے ہی اس کا بیان ہونا چاہئے تھا مگر جس کی عبادتیں ایسی ہوں کہ جو سِرًّا بھی ہوں اور عَلَانِيَةً بھی ہوں راتوں کو اٹھ کر بھی ہوں اور دن کی روشنی میں بھی ہوں اس کو حقیقت میں انفاق فی سبیل اللہ کا سلیقہ بھی سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً آتا ہے اور وہ کر سکتا ہے۔ جس کی نمازیں صرف دکھاوے کی ہوں وہ بے چارہ کہاں خدا کی راہ میں مخفی خرچ کر سکے گا۔ پس جس نے اپنی راتوں کو چھپ کے جگایا ہو اس کی مخفی قربانی واقعۃً خدا کی خاطر ہے اور کسی سوچ و بچار، کسی منطقی فارمولے کا نتیجہ نہیں بلکہ دل کا کاروبار ہے اور یہ بھی ایک خاص بات قابل توجہ ہے کہ محبت کے کاروبار اپنے اندر اخفاء رکھتے ہیں اور اخفاء کو پسند کرتے ہیں۔ پس ایسا تحفہ کسی کو دیا جائے کہ کسی دوسرے کو کانوں کان خبر نہ ہو اور اس کی رضا انسان جیت جائے اور کسی کو پتا ہی نہ ہو کہ کیسے جیتی گئی۔ یہ محبت ہی کا کرشمہ ہے، اس کے بغیر ہو نہیں سکتا۔ پس یہ وہ بات ہے جو میں آج آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں، ذہن نشین کروانا چاہتا ہوں اس کو کبھی نہ بھولیں ورنہ یہ ہمارے اطوار یہ اعلیٰ نمونے جو خدا نے ہمیں عطا کئے ہیں یہ رفتہ رفتہ ہمارے ہاتھوں سے ضائع ہو جائیں گے۔ جو بھی مالی قربانی کرتے ہیں اللہ کی محبت کے نتیجے میں کریں، محض ذمہ داری ادا کرنے کی خاطر نہیں یا محض ثواب حاصل کرنے کی خاطر نہیں۔ ایک انفاق فی سبیل اللہ ثواب کی خاطر بھی ہوتا ہے۔ اس انفاق فی سبیل اللہ کو اللہ تعالیٰ تجارت کہہ کر بیان فرماتا ہے۔ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (الصّف:11) وہ تجارت کے سودے ہیں جس میں یہ سودا ہے کہ عَذَابٍ اَلِيْمٍ سے بچایا جائے اور اس میں انسان غور کرتا ہے فکر کرتا ہے کہتا ہے دیکھو خدا کی خاطر قربانی کا وقت ہے میرے گناہ بخشے جائیں گے میری کمزوریاں دور ہوں گی۔ کئی قسم کے ایسے ذہن میں مفادات رکھتا ہے جن کو قربانی سے وابستہ کرتا ہے یہ ہے تو

تجارت ہی مگر مقبول تجارت ہے وہ تجارت ہے جسے اللہ محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

مگر جس سودے کی بات میں کر رہا ہوں وہ خالصتاً محبت کا سودا ہے جیسے مائیں اپنے بچوں کے لئے کرتی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بعض عاشق اپنے محبوبوں کے لئے کرتے ہیں ان کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ دنیا میں کسی کو علم ہوا ہے کہ نہیں ہوا۔ ہاں یہ فکر ہوتا ہے کسی اور کو علم نہ ہو جائے۔ پس یہ محبت کا سودا ہے جو خدا سے کریں تو پھر آپ کو سِرًّا قربانی کا لطف عطا ہوگا اور یہ لطف آپ کو ہمیشہ کے لئے ایسی قربانی کا Adict کر دے گا۔ اس کا ایسا عادی بنا دے گا کہ اس نشے سے پھر آپ کو چھٹکارا مشکل ہو جائے گا۔ پس خدا کے لئے جو کچھ بھی کریں اس کی محبت میں کریں اور اگر محبت کا جذبہ اس وقت موجزن نہیں ہوتا تو فکر کریں کہ آپ کی قربانی کو دوام کیسے ملے گا۔ اس کے لئے ایک دعا ہے جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں سکھائی ہے اسے آپ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ عربی زبان میں تو سب کے لئے بلکہ اکثر کے لئے یاد کرنا مشکل ہے مگر مضمون اس کا اتنا سادہ سا، پیارا سا ہے کہ ہر شخص کو وہ اپنی زبان میں آسانی سے یاد ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اے خدا مجھے اپنی محبت عطا کر۔ ان لوگوں کی محبت عطا کر، جن کی محبت مجھے تیری طرف لے جائے، ان لوگوں کی محبت عطا کر جن سے تو محبت کرتا ہے، ان چیزوں کی محبت عطا کر جو مجھے تیری محبت کی طرف کھینچ لے جائیں اور ایسی محبت عطا کر کہ شدید پیاسے کو ٹھنڈے پانی سے جو لطف آتا ہے مجھے اس سے زیادہ تیری محبت میں لطف آنے لگے۔ یہ دعا اگر آپ کریں گے تو وہ چیز جو بظاہر ہمارے ہاتھ میں نہیں، ہمارے بس میں نہیں ہے وہ ممکن ہو جاتی ہے۔ پھر انسان ایک نئی زندگی میں داخل ہوتا ہے۔ ایسا شخص جو مذہب پر محبت کے نتیجے میں عمل کرتا ہے وہی ہے جو بقا اختیار کر جاتا ہے۔ وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی دوسری دنیا کا انسان بن جاتا ہے اور اسے کوئی خطرہ نہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا ذکر اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ کر کے فرمایا ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کچھ لوگ ہیں جو خدا کی خاطر استقامت دکھاتے ہیں ان کا ذکر الگ فرمایا ہے وہاں بھی لاخوف اور لاحزن کی بات ہے مگر اس آیت کی شان ہی الگ ہے فرماتا ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ خبردار سنو! جو اللہ کے دوست بن جاتے ہیں ان کو کوئی غم نہیں، کوئی حزن نہیں ان سب باتوں سے بالا ہو جاتے ہیں۔

پس محبت کی قربانی سے بہتر کوئی دنیا میں قربانی نہیں سب سے محفوظ قربانی یہ ہے اور یہی وہ قربانی ہے جو اس دنیا سے اس دنیا میں منتقل ہونے کا اول حق رکھتی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ وہ دن آنے والا ہے جب کہ یہ دفتر بند ہو جائیں گے۔ یہ قربانیوں کے سلسلے، یہ خدا کی خاطر خرچ کرنا چند روزہ زندگی ہی کے لئے ہے اس کے بعد یہ سب سلسلے ختم ہیں۔ اس سے پہلے پہلے کرلو اور خدا کو راضی کرلو خدا سے وہ محبت کے سودے کرو جو پھر ہمیشہ ہمیش تمہارے کام آئیں گے کوئی دنیا کا کھاتہ اس دنیا میں تبدیل نہیں ہو سکتا مگر یہ کھاتہ جس کا قرآن کریم ذکر فرما رہا ہے ضرور تبدیل ہوگا۔ پس اس نقطۂ نظر سے جب آپ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو وہ خرچ کرنا ایک عجیب لطف پیدا کرتا ہے اس خرچ میں قطعاً ذرہ بھر بھی دل پر بوجھ نہیں پڑتا بلکہ حیرت انگیز سرور پیدا ہوتا ہے اور انسان اس دنیا میں دوام کے لمحات حاصل کر لیتا ہے۔ اسے ازل کا مزہ آنے لگتا ہے کہ ازل ہوتی کیا ہے۔

وہ لطف جو خدا کی محبت کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اس کے اندر ایک ازلیت پائی جاتی ہے۔ وہ نہ ختم ہونے والا ہے، ہمیشہ ہمیش کا ساتھ دینے والا ہے۔ پس اس پہلو سے آپ جو قربانیاں پیش کرتے ہیں اور کر رہے ہیں ان میں اور نکھار پیدا کریں۔ کرتے تو خدا ہی کی خاطر ہیں اگر خدا کی خاطر نہ کرتے تو شور پڑتا اور MTA اس بات کے لئے وقف رہتی کہ فلاں نے اتنے روپے دے دیئے اللہ اکبر فلاں نے اتنے روپے دے دیئے اللہ اکبر۔ اشارۃً بھی کسی کا نام نہیں لیا جا رہا۔ ان کا ذکر ہی نہیں وہ فہرست ہی موجود نہیں۔ ہاں اللہ اکبر کے نعرے ہیں جو بلند ہو رہے ہیں۔ اس لئے کرتے تو آپ خدا کی خاطر ہیں مگر خدا کی خاطر جو کچھ بھی کرتے ہیں اس میں نئے رنگ بھرے جا سکتے ہیں، اسے نئے حسن کے ساتھ نکھارا جا سکتا ہے اور یہ وہ حسن کا طریق ہے جو محسن بننے کا طریق ہے جو میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

اپنے اپنے رنگ میں، اپنی اپنی مالی قربانیوں یا خدا کی خاطر جو وقت آپ خرچ کرتے ہیں اس پر بھی آپ نگاہ رکھیں اور اپنے نفس کا یہ امتحان لیتے رہیں کہ اس کے نتیجے میں آپ کو کتنا سرور حاصل ہوا ہے۔ بوجھ پڑا تھا یا مزہ آیا تھا اور اگر مزہ آیا تھا تو محبت کے بغیر آ نہیں سکتا۔ پھر خدا کے فضل سے آپ کو کم سے کم آشنائی ہوگئی ہے اس طریق کی اور اگر بوجھ پڑتا ہے اور طبیعت میں ایک قسم کی فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ کب تک میں یہ کام کھینچ سکتا ہوں ایسے لوگ اپنی قربانیوں کو ضائع کر دیتے ہیں اور

ان کو مزید قربانیوں کی توفیق نہیں رہتی پھر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی بعض ایسے لوگ تھے جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت زچ ہوتے تھے۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ لکھتے ہیں کہ ٹیکس کے بعد ٹیکس نکلتا چلا آ رہا ہے اور آج بھی ایسے ہیں کہ کیا تم نے ٹیکسوں کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے ایک قربانی دوسری قربانی۔ ابھی MTA بند نہیں ہوئی تھی تو مسجد لندن کی بات شروع کر دی اور پھر یہ مسجد برمنگھم آ گئی اور فلاں آ گئی بوسنیا کا فنڈ آ گیا ایمنسٹی کی خاطر جو ہم نے بنائی ہے ہیومینیٹی فرسٹ Humanity First کیا کیا سلسلے شروع کر رکھے ہیں، اوپر سے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، چندہ عام، وصیت، تحریک جدید، وقفِ جدید۔ ایک آدمی نے مجھے واقعۃً لکھا کیا دفتر کھل گئے ہیں بند کریں ان کو، ایک کر دیں سب کچھ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس طرح لوگ بعض دفعہ لکھ دیا کرتے تھے بڑا زچ ہو کے آپؑ فرماتے ہیں کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تو احسان ہیں اللہ تعالیٰ کے جو تم پر جاری ہوئے ہیں۔ کون ہے اور قوم جس پر خدا نے ایسے احسان فرمائے ہوں کہ آئے دن ان کے لئے خدا کی محبت کی راہیں کھولی جا رہی ہوں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو صرف محبت کی راہیں دکھائی دیتی تھیں اور ہیں بھی محبت ہی کی راہیں۔ اس طرح ان کو شناخت کریں گے تو دل دوڑے گا اگر جسم کو توفیق نہیں ملے گی اور واقعہ یہ ہے کہ جب محبت کی راہیں کھلتی ہیں تو جسم کو توفیق ملے نہ ملے دل دوڑتا اور اڑتا چلا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

جسمی یطیر الیک من شوقٍ علا

کہتے ہیں جسم ہیں مگر دل کی بات ہے اصل میں

جسمی یطیر الیک من شوقٍ عَلا

یا لیت کانت قُوۃ الطیران

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 594)

اے میرے محبوب آقا! میرا تو جسم ہر لحظہ تیری طرف پرواز میں ہے لیکن جسم نہیں، دل ہے کیونکہ کہتے ہیں۔

یا لیت کانت قُوۃ الطیران

اگر جسم ہی ہوتا تو یہ کیوں کہتے کہ مجھے کاش اڑنے کی طاقت نصیب ہوتی۔ مراد یہ ہے کہ دل اس طرح اڑتا چلا جا رہا ہے گویا جسم بھی ساتھ ہی لپٹا ہوا ہے۔ اتنا ولولہ ہے اتنا جوش ہے مگر اے حسرت! کاش مجھے طاقت ہوتی میں واقعۃً اسی طرح اڑتا ہوا تیرے حضور حاضر ہو جاتا۔ یہ عشق کے سودے ہیں۔ پس عشق میں جو رستے کھلتے ہیں وہاں جسم کو آگے بڑھنے کی توفیق ہو یا نہ ہو دل بڑھتے چلے جاتے ہیں روحیں لپکتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں۔

پس جتنی بھی قربانی کی راہیں آپ کو دکھائی جاتی ہیں اگر آپ یہی جذبہ اپنے دل میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اسی طرح لبیک **اللھم لبیک** کہنا چاہتے ہیں جواب حج کے دنوں میں تمام دنیا سے صدائیں بلند ہوں گی تو محبت کے سودے کریں۔ حج بھی محبت ہی کا سودا ہے۔ اول سے آخر تک محبت کی کہانی ہے جو اس حج میں دہرائی جائے گی۔ سر منڈا کر ایک بے سلے کپڑے میں لپٹے ہوئے، دیوانہ وار ننگے پاؤں لوگ طواف کریں گے بیت اللہ کا۔ **لبیک اللھم لبیک** کی آوازیں بلند کرتے ہوئے **لا شریک لک لبیک لک الحمد** اور پھر **و النعمۃ** ہے ایک لفظ اور میرے ذہن سے اتر گیا ہے مگر بہر حال یہ جو تلبیہ ہے بار بار اس کی آوازیں بلند ہوں گی یہ محبت کے سودے ہیں۔ سارا نقشہ ہی محبت کا ہے۔ تو دین کا انجام محبت ہے دین کا آغاز محبت ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو سر منڈا دیا جاتا ہے پیدا ہوتا ہے تو ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جاتا ہے جب اس کو دوبارہ روحانی ولادت نصیب ہوتی ہے تو پھر وہ سر منڈا کر ایک کپڑے میں لپٹا ہوا خدا کے حضور حاضر ہو کر **لبیک اللھم لبیک** کی آوازیں بلند کرتا ہے۔

یہ ہے دین کا خلاصہ جس کی تعریف عشق کے سوا ممکن ہی نہیں ہے۔ کوئی دنیا کا فلسفہ عشق کے سوا اس کی اور کوئی تعبیر نہیں کر سکتا۔ پس خدا کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کریں محبت اور عشق کے جذبے سے خرچ کریں۔ اس کا ایک بہت بڑا فائدہ آپ کو یہ پہنچے گا کہ کبھی دل میں کسی قسم کا تکبر پیدا نہیں ہوگا کیونکہ جو عشق کی خاطر خرچ کرتا ہے وہ قبولیت پر بہت ممنون ہوا کرتا ہے۔ وہ قبولیت پر احسان نہیں جتاتا بلکہ اس کی خدمت، اس کا تحفہ قبول ہو تو زیر احسان ہو کر اس در سے لوٹا کرتا ہے۔ پس خدا کے حضور جو محبت سے قربانیاں آپ پیش کریں گے ہمیشہ احسان کے جذبے سے لدے ہوئے اور

دہرے ہوتے ہوئے واپس لوٹیں گے کہ اللہ کی شان اس نے ہماری حقیر قربانی کو قبول فرمالیا اور اگر عشق کا جذبہ نہ ہوا تو بسا اوقات شیطان آپ کے دل میں رعونت پیدا کردے گا۔ آپ کہیں گے ہم نے اتنی قربانیاں کیں، ہم نے فلاں وقت اتنے چندے دیئے آج جماعت ہم سے یہ سلوک کر رہی ہے، آج ہم نے کوئی نادانی کی تو ہمیں بھی سزا دی جاتی ہے حالانکہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے کیا کیا چندے دیئے تھے کتنی بڑی بڑی قربانیاں دی تھیں۔ یہ تکبر ہے جو کلیۃً ہر نیکی کو اس طرح چٹ کر جاتا ہے جیسے اس کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ نیکی کو تو چٹ کر جاتا ہے مگر اپنے گند پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور جتنی بیماریاں ہیں وہ ان کیڑوں کے پیچھے چھوڑے ہوئے گند کے نتیجے میں ہوتی ہیں۔ انسان سمجھتا ہے کہ میں بیمار ہو گیا لیکن اس کو پتا نہیں کہ دکھ ہے کس بات کا۔ کیڑوں کے داخل ہو کر اس کے خون کے ذروں کو کھانے کا دکھ نہیں ہوتا۔ اس وقت تو انسان کو پتا ہی نہیں ہوتا مجھ سے کیا ہو رہا ہے۔ جب وہ کیڑے اپنا گند جسم میں پھینکتے ہیں، جب وہ ٹوٹتے ہیں اور ان کے گندے ذرّات بکھرتے ہیں تو اس غلاظت کا دکھ ہے جو انسان کا دکھ ہے جو انسان محسوس کرتا ہے بخار کی صورت میں یا اور جسمانی دردوں کی صورت میں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ نقشہ کھینچا ہے کہ اگر تمہارے اندر محبت کے سوا کوئی اور کیڑا داخل ہو گیا اور ریاء کے ذریعے تم نے خرچ کرنا شروع کیا تو یہ ایسا بدبخت کیڑا ہے کہ تمہاری ہر نیکی کو چاٹ جائے گا کچھ بھی اس میں باقی نہیں رہنے دے گا۔ مگر میں نے اسی مضمون پر سوچا تو مجھے خیال آیا کہ ہاں ایک چیز وہاں باقی رہے گی ان کیڑوں کے ٹوٹے ہوئے بدن، ان کی گندگی، ان کا زہر جو سارے مالی وجود میں تعفن پیدا کرے گا اور بیمار مرتے ہوئے مریض پیچھے چھوڑ جائے گا۔

پس اپنی بقاء کی خاطر، اپنے ہر اس مفاد کی خاطر جو انسان کی روحانی زندگی سے وابستہ ہے، جس مفاد کا آپ کی اولاد سے بھی تعلق ہے، آپ کے حال سے بھی تعلق ہے، آپ کے مستقبل سے بھی تعلق ہے، اُس دنیا سے بھی تعلق ہے اور اس دنیا سے بھی تعلق ہے ہر اس مفاد کی خاطر محبت کے محفوظ قلعے میں داخل ہو جائیں۔ جو بھی خدا کے لئے خرچ کریں، جب بھی خدا کے لئے خرچ کریں اپنے محبت کے دل کو ٹٹولیں اور دیکھیں اس میں سے کتنی محبت پھوٹی ہے۔ یہ آبِ زمزم ہے جو آپ کا آبِ حیات بن جائے گا۔ یہ ایڑیاں رگڑنے سے پیدا ہوتا ہے اور محبت

میں بھی ایڑیاں رگڑی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کو سمجھنے اور اس کو اپنے وجود میں جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک دفعہ پھر میں اہل پاکستان، اہلِ بنگلہ دیش، اہل ہندوستان اور دیگر مشرقی ممالک کو چوبیس (24) گھنٹے تک مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے اجراء کی خوشخبری دیتے ہوئے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہم سب کی طرف سے آپ سب کو مبارک ہو۔ اللہ وہ دن بھی جلد دکھائے جب کہ عالمی رابطے کے ذریعے ہم زیادہ شان کا پروگرام آپ کے سامنے چوبیس (24) گھنٹے مسلسل پیش کرسکیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔